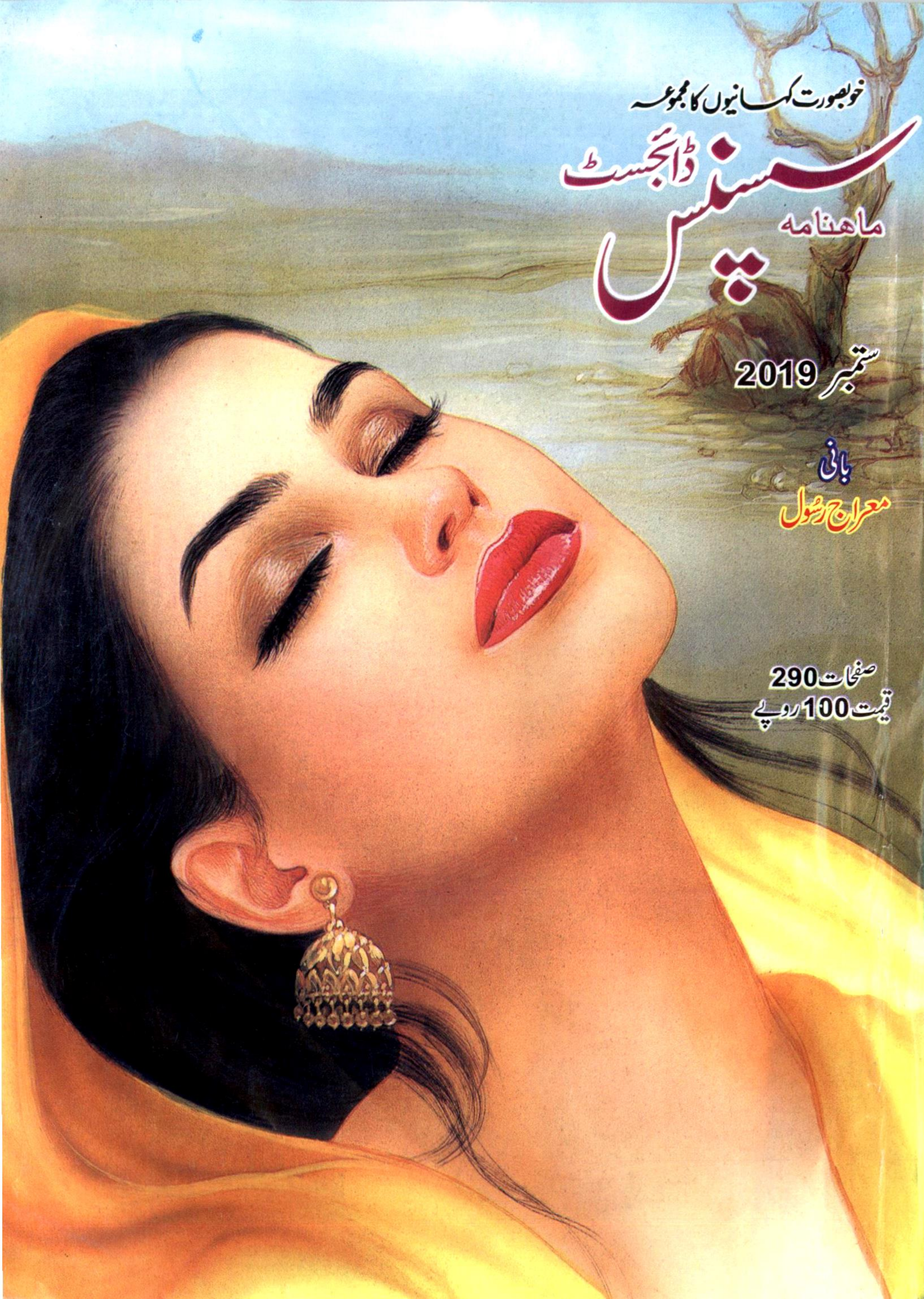

خوبصورت کہانیوں کا مجموعہ

ماہنامہ

سسپنس ڈائجسٹ

ستمبر 2019

بانی

معراج رسول

صفحات 290

قیمت 100 روپے

سسپنس ڈائجسٹ

CPNE

MEMBER APNS

مدیرِ اعلیٰ
عذرا رسول

مدیرہ یمنیٰ احمد
نائب مدیر اطہر حسین

منیجر اشتہارات
محمد شہزاد خان
0333-2256789

سرکولیشن منیجر
سید منیر حسین
0333-3285269

07 **انشائیہ** — جون ایلیا
طرزِ زندگی اور اندازِ فکر پر ایک صاحبِ نظر کا نوحہ

08 **آپ کے خط** — مدیرِ اعلیٰ
سسپنس کی مجلسِ مشاورت و قارئین کی تلخ و شیریں باتیں، گلے شکوے اور پرخلوص مشورے

14 **پہلی یورش** — ڈاکٹر ساجد امجد
ماضی کا آئینہ۔ بااختیار اور بے اختیار انسانوں کے سبق آموز اور عبرت آمیز واقعات

57 **رشتوں کا سراب** — ظفر اقبال ظفر
کڑوی حقیقت پر مشتمل ایک خواب کی الٹی تعبیر

67 **مشورہ** — تنویر ریاض
جان کی بازی لگانے والے ایک جان لیوا جوڑے کی دوستی کا قصہ

76 **رنگِ آسماں** — اے آر راجپوت
مشرق و مغرب کے عجب امتزاج اور تاریخی جنگ خیزیوں کے عبرت اثر اشاروں میں لہراتی دلچسپ داستان

99 **بلیک میلر** — فہمی فردوس
بھولی بسری یادوں کا کاروبار کرنے والے ایک بلیک میلر کی چالاکی

109 **کربھلا......** — نادیہ نور
ایک نیکی کرنے والے انسان کی مشکلات کا ماجرا

120 **رانگ نمبر** — مرزا امجد بیگ
رانگ نمبر سے درست سمت میں کیس حل کرنے کا انوکھا طریقہ

جلد48• شمارہ 09 ستمبر 2019• زرِسالانہ 1200 روپے• قیمت فی پرچا پاکستان 100 روپے•

خط کتابت کا پتا: پوسٹ بکس نمبر 215 کراچی 74200• فون: (021) 35895313 E-mail:jdpgroup@hotmail.com

153
قصوروار
شبینہ گل
جوڑے ٹوٹنے اور بے جوڑ تعلقات
جڑنے کا تباہ کن انجام

160
محفلِ شعروسخن
قارئین
آپ کے ہاتھوں سجی ایک انجمن رنگ رنگ
آپ کی پسند، آپ کے ذوق سے ہم آہنگ

163
خیانت
شاہ زین رضوان
ایک فلاحی ادارے کے اصولوں
سے ٹکرانے والی مریضہ کا قصہ

172
وقت
حسام بٹ
ایک پرعزم بازی گر کی بازی گری..... سنسنی
خیز واقعات پر مشتمل ایک دلربا طویل داستان

215
انوکھا رشتہ
کبیر عباسی
انسانیت کی حقیقت کو سمجھنے
والے ایک نوجوان کا عزم

235
حضرت ابو ایوب انصاریؓ
رضوانہ ساجد
اللہ کے نبی کو مہمان بنانے والے
ایک مہربان انسان کا قصہ

247
ہم سفر
اعتزاز سلیم وصلی
بے سمت مسافر کے سفر اور ہم سفر
کے درمیان ایک انوکھی جنگ

256
پسِ پردہ
طاہر جاوید مغل
انجانی نفرتوں میں پناہ تلاش کرنے والے اس جوڑے
کی کتھا جو..... اپنوں کے اصل روپ سے بے خبر تھا

**
کترنیں
ادارہ
دنیا بھر سے ادھر ادھر سے لطیفے چٹکلے اقتباسات
مسکراہٹیں اور قہقہے سب کچھ آپ کے لیے

پبلشر و پرو پرائٹر: ذیشان رسول • مقام اشاعت: گراؤنڈ فلور C-63 فیز II ایکس ٹینشن، ڈیفنس، مین کورنگی روڈ کراچی 75500
پرنٹر: جمیل حسن • مطبوعہ: ابن حسن پرنٹنگ پریس ہاکی اسٹیڈیم کراچی

بیرون ممالک مقیم اُردو صارفین ہر ماہ اپنے پسندیدہ ڈائجسٹ بذریعہ ای میل پی ڈی ایف فارمیٹ میں حاصلکریں

تفصیلات کے لیے مندرجہ ذیل ای میل پر رابطہ کریں۔

urdusoftbooks@gmail.com urdusoftbooks.com

یہ سروس بذریعہ پے پال مناسب قیمت پر دستیاب ہو گی

بذریعہ ای میل رابطہ کرنے کے لیے یہاں کلک کریں

انشائیہ

جون ایلیا

"بے معنی"

تم دیکھ رہے ہو کہ انسانوں نے انسانیت کی طرف سے کس طرح آنکھیں پھیر لی ہیں۔ محبت ہماری بستیوں میں کس طرح نایاب ہوگئی ہے۔ ہر طرف نفرت کا دور دورہ ہے۔ نفرت کے جو مناظر ہم نے اپنے دور میں دیکھے ہیں، انہوں نے انسانیت کی نگاہیں نیچی کردی ہیں۔ سیاست نے کیا کیا؟ زندگی کے خلاف فقط سازشیں کیں۔ اس کا ثمرہ یہ ہے کہ زندگی حرام ہوکر رہ گئی ہے۔ غرض مند علم نے کیا فرض انجام دیا؟ جہل کے حوصلے بڑھائے۔ اس کا فیضان یہ ہے کہ لوگ بدی کے نئے نئے گُر سیکھ گئے ہیں۔

ہمارے مدبر بے تدبیری میں طاق اور مشاق ہیں۔ سن لو! وہ ایسی باتیں کررہے ہیں جو غریبوں، سادہ لوحوں اور مظلوموں کے ایک گروہ کو دوسرے گروہ کا دشمن بنا دیں۔ یہ لسانی، علاقائی اور مذہبی تفرقہ کیوں پیدا کیا جارہا ہے؟ اس لیے کہ مظلوم اور محروم آپس میں ٹکرا جائیں اور ظالم اور غاصب تماشا دیکھیں۔ یہی ان کا تدبر ہے اور یہی ان کی حکمت۔

سب سے زیادہ دکھ کی بات یہ ہے کہ ہمارے پڑھے لکھے لوگ تعصب کے سب سے بڑے وکیل ہیں۔ اگر یہ لوگ فریب کار نہیں ہیں تو یقیناً فریب خوردہ ہیں۔ یہ ایک دردناک حقیقت ہے کہ اس ملک میں جتنی نفرتیں پھیلائی ہیں، وہ پڑھے لکھے لوگوں ہی نے پھیلائی ہیں۔ یہاں پڑھا لکھا ہونا اور متعصب ہونا، دونوں کا ایک ہی مطلب ہے۔ علم نے جہل کو جس گرم جوشی کے ساتھ اپنے سینے سے لگا رکھا ہے، وہ ہمارے زمانے کا ایک طرفہ ماجرا ہے۔

تم ان لوگوں سے بات کرو جو پڑھے لکھے نہیں ہیں۔ اگر انہیں بری طرح بہکا نہ دیا گیا ہو تو پھر تم دیکھو گے کہ نہ ان میں زبان کا تعصب ہے اور نہ علاقے کا۔ اگر انہیں کسی پر غصہ آئے گا یا کسی وجہ سے نفرت کریں گے تو وہ اپنے غصے اور نفرت کے حق میں کوئی فلسفہ نہیں گھڑیں گے۔ ان کی نفرت اس شخص کی ذات سے آگے نہیں بڑھے گی جس سے انہیں کوئی اذیت پہنچی ہو مگر یہ پڑھے لکھے لوگ اپنی نفرت اور غصے کو ایک منطق اور فلسفہ بنا کر پیش کرتے ہیں۔ یہ لوگ مفسدانہ کلیے بناتے ہیں اور گروہوں کے درمیان مستقل فتنے پھیلاتے ہیں۔ ہمیں ان لوگوں کی زبان سے اس قسم کے مقولے سننے کو ملتے ہیں کہ ہر فلاں تعصبی ہوتا ہے...... فلاں شر پسند ہوتا ہے۔ اس قسم کے بے رحمانہ کلیے صرف چند مثالوں کو سامنے رکھ کر بڑی شتابی اور نہایت بے حسی اور بے شرمی کے ساتھ لاکھوں اور کروڑوں انسانوں پر تھوپ دیے جاتے ہیں۔

آج کل ان "حکیمانہ کلیوں" اور "دانش مندانہ مقولوں" کی ساعتوں کے بازاروں میں بڑی مانگ ہے۔ لوگ یہ کلیے اور مقولے تحفے کے طور پر ایک دوسرے کی ساعت کو پیش کرتے ہیں۔ زہر ہے کہ پھیل رہا ہے، نفرتیں ہیں کہ بڑھ رہی ہیں۔ عقل دیوانی ہوگئی ہے اور دماغ ماؤف اور دانش بے دانشی کے چبوترے پر بیٹھی ہوئی بکواس کررہی ہے۔ سمجھا جائے کہ ہم تاریخ کے جس دور سے گزر رہے ہیں، وہاں خود غرض اور مطلبی طبقے اس قسم کے شوشے اٹھایا کرتے ہیں اس طرح کے اشقلے چھوڑا کرتے ہیں ورنہ تم خود سوچو کہ زبانوں، تہذیبوں اور علاقوں کے درمیان بھلا کیا جھگڑا ہے۔ آخر اس بات کے کیا معنی ہیں کہ میں فلاں گروہ سے اس لیے نفرت کرنے لگوں کہ وہ ایک خاص زبان بولتا ہے اور ایک خاص گردوپیش سے تعلق رکھتا ہے۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ دنیا کے ہر گروہ کو اپنے گروہ کے سوا ہر گروہ کا دشمن ہونا چاہیے۔ یہ کتنی مجنونانہ بات ہے اور کتنی بے معنی ہے سنو کہ ہمیں اس بات کو اور ایسی ہی باتوں کو سختی سے رد کرنا ہے

آپ کے خط

محترم قارئین
السلام علیکم!

ستمبر 2019ء کا خوبصورت شمارہ آپ کے ہاتھوں میں ہے۔ ہر سال خوبصورت اور یادگار دن آتے ہیں...... تھوڑا سا شور ہوتا ہے اور گزر جاتے۔ جبکہ یہ خاص دن خاص انداز میں منانے کا پُرخلوص طریقہ یہ ہے کہ کسی اچھی کاوش کو آگے بڑھایا جائے...... کسی مسئلے کو حل کر دیا جائے اور اچھے ارادوں کو پایہ تکمیل تک پہنچا کر اس دن کی اہمیت کو مزید اجاگر کر دیا جائے تو کیا بات ہے...... صرف تقاریب منانے کی حد تک رہ جانے والی ہماری قوم اگر چاہے تو بہت کچھ اچھا کر سکتی ہے...... بات تلخ ہے مگر سچ ہے۔ 6 ستمبر یوم دفاع اور 7 ستمبر یوم فضائیہ یقیناً ہماری تاریخ میں اپنی نوعیت کے اعتبار سے بہت اہم ہیں جو ہمیشہ ہمارے دلوں میں یہ احساس زندہ رکھے گی کہ ہماری پاک فوج کتنی مضبوط اور ہماری نگہبان ہے اور دعا ہے کہ آئندہ بھی ہماری پاک فوج ہمیشہ طاقتور اور کامیاب و کامران رہے (الٰہی آمین)...... گزشتہ دنوں بے تحاشا گرمی کے بعد ہونے والی برسات نے ملک کے بیشتر حصوں میں جو تباہی پھیلائی اس نے ملک کے ترقیاتی منصوبوں اور احتیاطی تدابیر کا پردہ چاک کر دیا ہے۔ ٹوٹی پھوٹی اور پانی سے بھری سڑکوں پر ٹریفک کا حشر اور پبلک کی بے بسی پر بہت افسوس ہوا۔ بجلی کے محکمے کی غیر ذمے داری کا یہ حال ہے کہ سارا انہماک بلوں کی وصولیابی پر رکھ چھوڑا جبکہ بجلی کے کمزور تار اور جگہ جگہ نصب کھمبوں میں دوڑتے کرنٹ نے برسات کے دوران کتنی قیمتی جانیں لے لیں۔ ان حادثات سے بچاؤ کی کوئی راہ سجھائی نہیں دیتی۔ اپنی مدد آپ کے تحت آخر کب تک یہ قرض میں ڈوبے عوام مسائل کا شکار رہیں گے۔ کیا متعلقہ اداروں کو اس بات کا ادراک ہے کہ کتنے ہی نجی اداروں میں ملازمین کی کئی کئی ماہ کی تنخواہیں روکی ہوئی ہیں۔ ان میں کام کرنے والا عملہ اپنے گھروں میں کتنی مشکلات کا شکار ہے۔ کیا کوئی چیک اینڈ بیلنس کا نظام ہے ان کے لیے یا جو جیسا دل چاہے سلوک کرتا رہے، کوئی قانون، کوئی سسٹم نہیں۔ چونکہ روزگار کے مواقع میسر نہ ہونے کی وجہ سے ان اداروں میں ملازمین ذہنی اذیت کے باوجود یہ مشقت جاری رکھنے پر مجبور ہیں۔ ایسے میں جب عام دن گزارنا مشکل ہو تو مذہبی تہوار منانے کی سکت کس میں ہوگی۔ عیدالاضحی کتنی خوشیوں اور کتنے احترام والا دن ہے...... جس میں قربانی کا کس قدر اجر و ثواب ہے مگر بدقسمتی سے ملکی حالات اور اپنی غیر متوازن زندگی کی بدولت عوام کا بیشتر حصہ اس خوشی کو بھرپور طریقے سے منانے کے لیے جانے کتنے کٹھن مراحل سے گزر رہا ہے۔ کیا کسی کے پاس ان مسائل کا کوئی حل ہے...... حل تو ہے مگر...... افسوس ذمے دار اداروں کو اتنی فرصت ہی کہاں ہے کہ اس جانب بھی کوئی توجہ دے لی جائے۔ بہرحال اچھی امیدوں کے ساتھ تمام اہالیانِ وطن کو عید قرباں کی بہت بہت مبارکباد...... لیکن اپنے آس پاس مستحق لوگوں کا بھی خیال کیجیے گا کیونکہ یہ بات ہرگز نہیں بھولنا چاہیے کہ ہمیں بہت سے مستحق لوگوں کی مدد کا ذریعہ بنا کر بھیجا گیا ہے۔ اچھی سوچوں کے ساتھ اب ذرا اپنی محفل کی بھی کچھ خیر خبر لیتے ہیں۔

✠ محمد انور ندیم کی گیارہ سال کے طویل وقفے کے بعد ایک بار پھر سسپنس کی بزم میں واپس حاضری۔ ''1980ء کی دہائی میں اسکول و کالج لائف میں جب میں باقاعدگی سے سسپنس پڑھتا تھا تو فرہاد علی تیمور کا سلسلہ ٹیلی پیتھی پر مشتمل شاہکار عروج پر تھا۔ بہرحال 1995ء میں محکمۂ تعلیم پنجاب میں ملازمت کے آغاز کے ساتھ، سسپنس کا ساتھ بھی برابر چلتا رہا۔ 2000ء میں شادی کے بندھن میں بندھ جانے کے باوجود سسپنس کی رفاقت ختم نہ ہوئی البتہ 2010ء میں آن لائن انٹرنیٹ پر کام کا آغاز کیا تو انٹرنیٹ کی چکا چوند دنیا میں پرنٹ میڈیا سے دور ہوتا گیا اور یوں ایک دہائی ڈائجسٹ سے تعلق نہ ہونے کے برابر رہا۔ اب تو اخبار بھی موبائل پر پڑھتے ہیں۔ کئی دفعہ کئی شمارے انٹرنیٹ پر بھی پڑھے لیکن پرنٹ شدہ کاپی پڑھنے کا تو اپنا ہی مزہ ہے۔ (پھر تو آپ نے سسپنس سے دوری اختیار کر کے زیادتی کی نا) اگست کا سسپنس انتہائی دیدہ زیب ٹائٹل سے سجا تھا۔ ٹائٹل دوشیزہ نہایت خوب صورت لگی۔ کانچ کی چوڑیوں، رنگا رنگ تتلی، آنچل پہ پھول، کانوں میں ٹاپس اور شرمیلی نگاہیں، پس منظر میں پتھر، بہتا ہوا پانی، مختصر عمارت اور درخت، سب کچھ قابل ستائش ہیں۔ ستمبر کے شمارے میں ہمارا خط شائع ہوگا۔ اس لیے سب کو 6 ستمبر یوم دفاع مبارک ہو۔ بلاشبہ پاکستان ہمیشہ قائم رہنے کے لیے بنا ہے اور ہماری افواج اور عوام کے دم سے یہ ناقابلِ تسخیر ہے۔ اب آتے ہیں کہانیوں کی طرف۔ سب سے پہلے طاہر جاوید مغل کی پس پردہ پڑھی جو کہ ڈائجسٹ میں سب سے آخری کہانی تھی۔ شامیر اور زویا دونوں کا کردار بہت خوب ہے۔ واقعی کچھ لمحے کایا پلٹ ہوتے ہیں۔ یوں تو وہ عام لمحوں جیسے ہی ہوتے ہیں۔ گھڑی کے ڈائل پر اور کیلنڈروں کے صفحات پر ان لمحوں کی علیحدہ سے کوئی حیثیت نہیں ہوتی

پہلی یورش

ڈاکٹر ساجد امجد

دنیا کی بیشتر اقوام بہت بلندی اور پھر انتہائی پستی کا سفر طے کر کے بالآخر اپنے انجام کو پہنچ گئیں اور...ان میں سے کچھ اپنی مخصوص شناخت بھی قائم کر گئیں جو آج بھی تاریخ میں رقم ہیں...جیسے کہ تاتاری...لازوال شہرت کی حامل یہ قوم کبھی چند سازشی کرداروں کی متلون مزاجی اور کمزوری کی بدولت شکست کھاتی رہی اور کبھی اپنی بہادری، شجاعت اور مضبوط حکمرانوں کے طفیل بڑی بڑی فتوحات کے قصے آنے والی نسلوں کے لیے حیرت کا باعث بنی رہی۔ اس عہد کو پڑھنا اور سمجھنا اتنا آسان نہیں ہے جہاں بدامنی اور سازشوں کا راج تھا...ظلم اور سفاکی کی انتہا تھی جو تہذیب اور تمدن کے اعتبار سے دنیا کی سب سے مشکل قوم ثابت ہوئی...اور انہی امتیازی خصوصیات کی بنا پر یہ قوم آج بھی ماضی کے اوراق پر بڑے طمطراق سے موجود ہے۔

ماضی کا آئینہ۔ بااختیار اور بے اختیار انسانوں کے عبرت اثر واقعات

رشتوں کا سراب

ظفر اقبال ظفر

زندگی کتنی قیمتی شے ہے یہ کوئی اس کہانی کے کرداروں سے پوچھے... جس کا ہر رشتہ دوسرے پر مرمٹنے کا دعویدار تھا مگر... کوئی بھی دوسرے کی موت مرنے کے لیے تیار نہ تھا۔کیونکہ... ہر شخص کو اپنی زندگی عزیز تھی ..... زندگی ہوتی ہی اتنی قیمتی ہے۔

کڑوی حقیقت پر مشتمل ایک خواب کی الٹی تعبیر

"ارے اماں بی! بلاوجہ دکھی ہورہی ہیں آپ، میں ٹھیک تو ہوں۔" سلطان بیگ نے اپنی ضعیف ماں کا جھریوں بھرا ہاتھ چومتے ہوئے کہا۔

"کہاں سے ٹھیک ہو میرے لال! خون میں نہا کر آئے ہو، سر پر پٹی بندھی ہے۔ خدا جانے کیسی چوٹ لگی ہے، کتنا گہرا زخم ہوگا۔" اماں بی اپنی اجلی چادر کے پلو سے آنسو پونچھتے ہوئے بولیں۔

اتنی دیر میں سلطان بیگ کی بیمار بیوی زبیدہ بیگم بستر

مشورہ

تنویر ریاض

مغربی دنیا ہو یا مشرقی... پیسا کمانا ہر انسان کی ضرورت ہے یہ اور بات کہ کوئی جائز اور ناجائز کے بکھیڑوں میں الجھا رہ جاتا ہے اور کوئی ہر حد پار کر جاتا ہے... وہ دونوں بھی اسی دھن میں مگن اپنے مفاد کے تعاقب میں دوڑے جارہے تھے اور ایک دوسرے کے مشوروں سے مستفیض ہوتے ہوئے ایک دوسرے کی ڈھال بنے ہوئے تھے۔

جان کی بازی لگانے والے ایک جان لیوا جوڑے کی دوستی کا قصہ

جب میں گزشتہ بار ریٹائرڈ ڈاکٹر کے پاس معائنے کے لیے گئی تو اس نے کہا۔

''پاؤلا! میں تمہارے لیے جو کرسکتا تھا وہ میں نے کردیا لیکن اس کے بعد صحت یابی کا انحصار خود تم پر ہے۔''

''کیا مطلب؟'' میں نے پوچھا۔

اس نے مجھے کپڑے پہننے کا اشارہ کرتے ہوئے کہا۔

''تمہیں لگنے والی گولیوں کے زخم بھر رہے ہیں اور گھٹنے کی ہڈی بھی بہتر ہے لیکن اب تمہیں باقاعدگی سے ورزش کرنے کی ضرورت ہے ورنہ تمہارا گھٹنا، پٹھے اور نسیں سخت اور بے لچک ہوجائیں گے۔ یہ فوراً نہیں ہوگا لیکن اگر تم نے احتیاط نہیں کی تو چھ مہینے بعد لنگڑانے لگوگی اور تمہارے جسم کا دایاں حصہ کمزور ہوجائے گا۔ اس لیے بہتر ہے کہ ابھی سے اس پر توجہ دی جائے۔''

''زبردست......'' میں نے تلخ لہجے میں کہا۔ اس کے

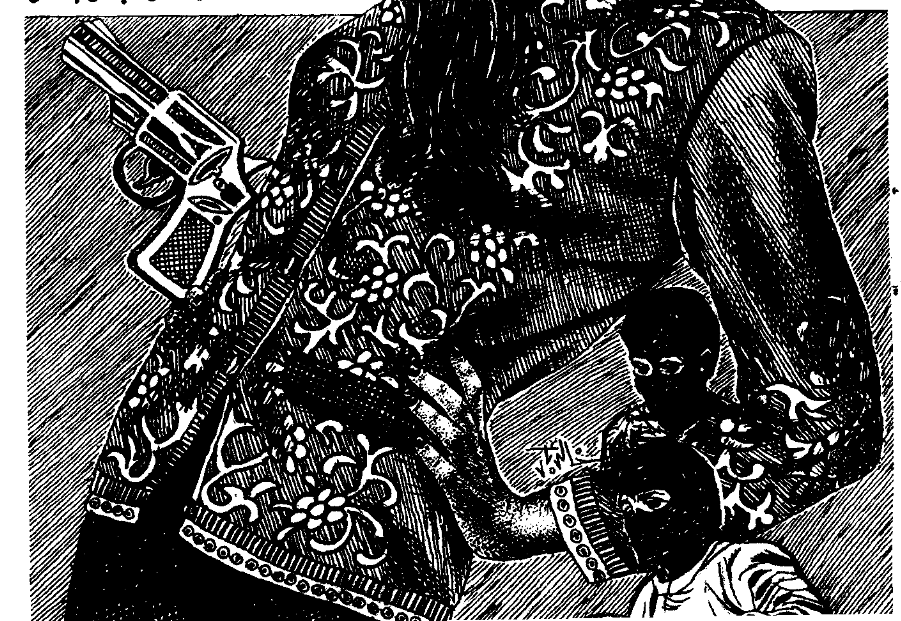

رنگ آسماں

اے۔آر۔راجپوت

ماضی کی تنگ و تاریک مگر خوابناک راہداریوں سے جنم لینے والے ایسے کردار... جنہیں واقعات و شواہد نے خود ترتیب دے کر ان کی زندگی کی بے قراریوں کو ایک ایسے مقصد میں ڈھال دیا جس کا ادھورا پن بے شمار ہلاکتوں کا سبب بن جاتا... لہٰذا اس کی تکمیل کے لیے وہ باغی فطرت انسان میدان جنگ میں یوں اترا کہ دل کی دھڑکنوں کو بے ترتیب کردینے والے گداز احساسات کو بھی بھول گیا لیکن... عشق تو پھر عشق ہوتا ہے... کوئی کتنا ہی بھولنا چاہے، عشق اپنا مسکن کبھی نہیں بھولتا۔ جس دل میں بس جاتے اسے اپنے ساتھ ہی لے کر جاتا ہے... اور پھر ایک دن اچانک اس کے من کا موسم بھی بدل گیا کیونکہ ... وہ فرنگی حسینہ دلی کے اِس نوجوان کو دل دے بیٹھی تھی، جس کا ہر قدم آزمائش اور ہر نظر کسی امتحان سے کم نہ تھی، اس کے باوجود... خاک و خون کے اس کھیل میں نہ تو اس نے خوابوں کو بکھرنے دیا اور نہ ہی جذبوں کو بے لگام ہونے دیا۔ کیونکہ وہ آسمان پر بکھرے رنگوں کا مطلب جان گیا تھا۔

مشرق و مغرب کے عجب امتزاج اور تاریخی جنوں خیزیوں کے عبرت اثر اشاروں میں لہراتی دلچسپ دا

تینیسواں حصہ

بلیک میلر

فہمی فردوس

بہت کمزور اور کم ظرف ہوتا ہے وہ انسان جو کسی کی کمزوری یا نادانی سے فائدہ اٹھا کر اپنی زندگی پُرسکون گزارنے کی کوشش کرتا ہے۔ ایسا بظاہر آسان تو نظر آتا ہے مگر... درحقیقت اس کی زندگی اور سکون کے درمیان بے چینی کا دریا حائل ہو جاتا ہے... یہ اور بات کہ یہ معما اس کی سمجھ میں نہیں آیا... کیونکہ وہ دوسروں کو بے چین کر کے خوش تھا۔

بھولی بسری یادوں کا کاروبار کرنے والے ایک بلیک میلر کی چالاکی

''آج بلا کی سردی ہے۔ لگتا ہے تھوڑے دنوں تک برفباری شروع ہو جائے گی۔'' رومانہ نے اپنے دونوں ہاتھ رگڑ کر سردی کی شدت کو زائل کرنے کی کوشش کی۔

وہ اس وقت اپنے بیڈ روم کی کھڑکی میں کھڑی باہر کے موسم کا جائزہ لے رہی تھی۔ کھڑکی کے آگے لگے شیشوں سے موسم کی شدت تو محسوس نہیں کی جا سکتی تھی مگر تیز ہواؤں کے جھکڑ چلنے سے درخت بری طرح لہلہا رہے تھے اور درختوں کی یہ لہلہاہٹ بتا رہی تھی کہ باہر کا موسم کس قدر برفیلا اور

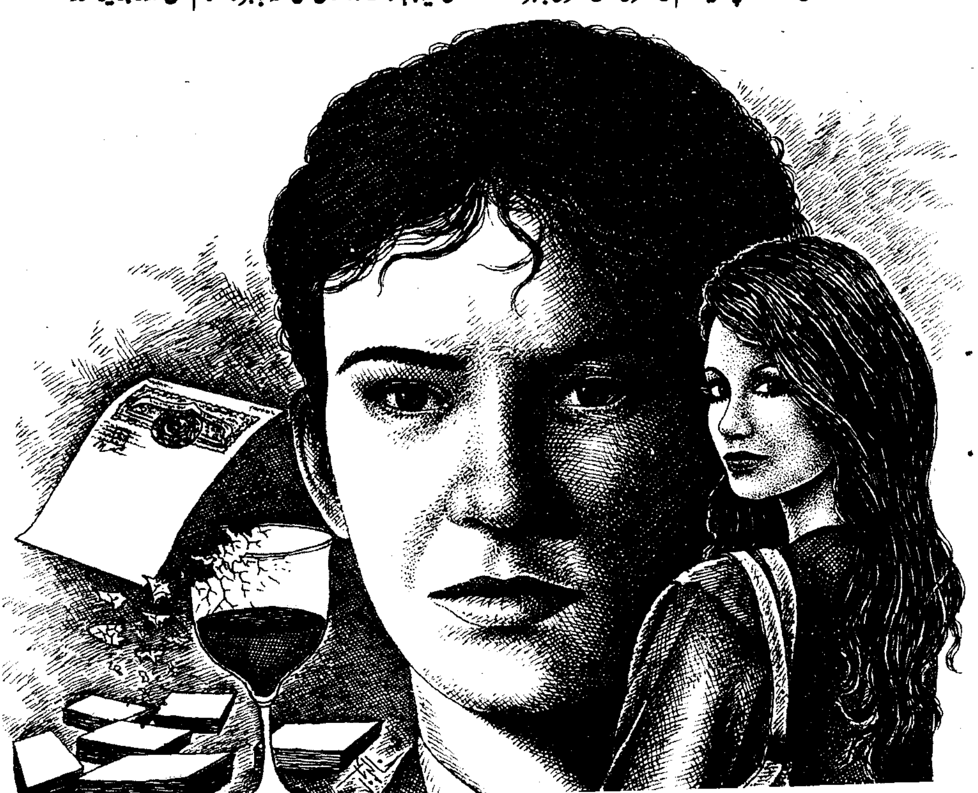

کر بھلا...

نادیہ نور

مجرم چاہے جتنا بھی شاطر ہو کہیں نہ کہیں کوئی جھول چھوڑ ہی دیتا ہے اگرچہ وہ بہت قریبی دوست تھے لیکن ذرا سی بات پر اچانک دشمنی کر بیٹھے مگر دوسری جانب وہ نہ تو دوست تھے اور نہ ہی دشمن... اجنبی ہونے کے باوجود وہ ایک دوسرے کے ساتھ بھلا کرنا چاہتے تھے کیونکہ وہ "کر بھلا تو ہو بھلا" کے قائل تھے۔

ایک نیکی کرنے والے انسان کی مشکلات کا ماجرا

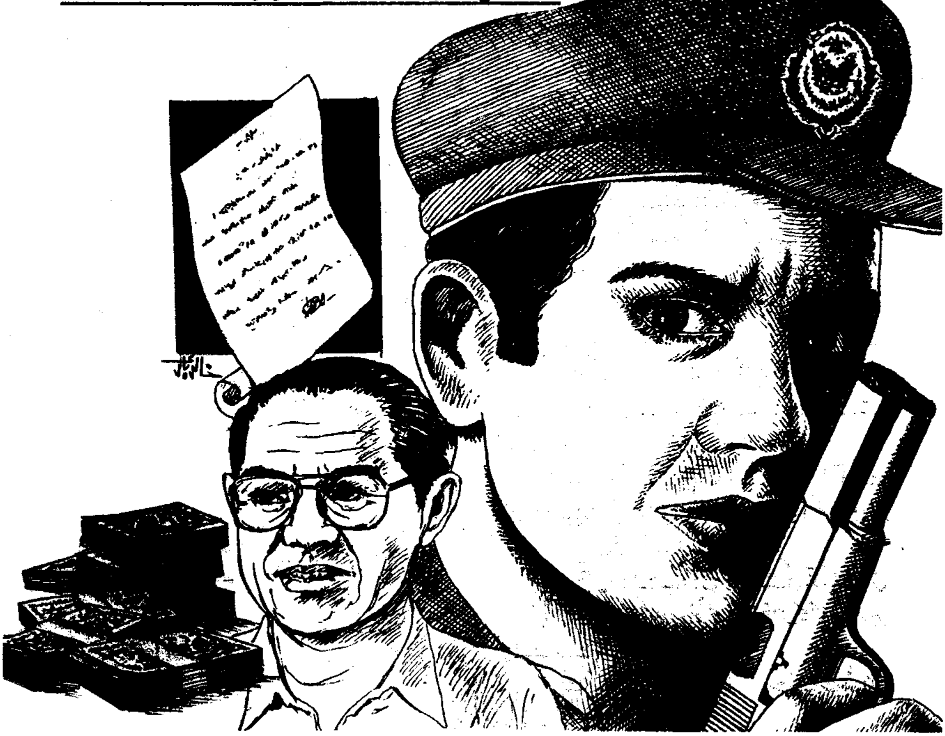

موجودہ زمانے میں مفت ہاتھ آئی دولت کسے بری لگتی ہے، لیکن کچھ لوگ اپنے اصولوں میں نہایت سخت ہوتے ہیں۔ ان کے حالات خواہ کیسے ہی کیوں نہ ہوں، وہ پرائے "مال"...... پر بری نظر تک نہیں ڈالتے۔ اولیور ٹیڈ بھی ایسا ہی اصول پسند اور ایمان دار انسان تھا۔ اس کی عمر ساٹھ برس تھی.... ریٹائر ہونے کے بعد وہ خاصی کسمپرسی کی زندگی گزار رہا تھا۔ میں اسے ذاتی طور پر جانتا ہوں۔ وہ ایک دیانت دار، سیدھا سادہ اور شریف آدمی ہے۔ موجودہ

رانگ نمبر

مرزا امجد بیگ

غلط مقصد ہو یا رستہ... حاصل وصول کچھ نہیں ہوتا... البتہ وقت اور مشقت کی رائیگانی کا دکھ الگ انسان کو پریشان کیے رکھتا ہے مگر... یہ گُر کی بات بہت آخر میں سمجھ آتی ہے جب نہ وقت رہتا ہے اور نہ ہی زندگی کا کوئی مقصد... اور جب کچھ بھی پاس نہ رہے تو ایسے میں غصہ اور جھنجلاہٹ دوسروں پر اتارنے کی کوشش کی جاتی ہے... یہاں بھی ایسا ہی معاملہ درپیش تھا ایک بے گناہ کو گناہ گار بنا کر عدالت کے کٹہرے میں کھڑا کر دیا گیا تھا۔

رانگ نمبر سے درست سمت میں کیس

حل کرنے کا انوکھا طریقہ

ایک روز میں اپنے ایک دوست کے بیٹے کی شادی میں شرکت کے لیے گھر سے نکلا تو گلی کے نکڑ پر دو پولیس والوں سے میری ملاقات ہوگئی۔ وہ دونوں ایک موٹر سائیکل پر سوار تھے اور انہوں نے ہاتھ کے اشارے سے مجھے رکنے کو کہا تھا۔ میں نے اپنی گاڑی کو روک کر ڈرائیونگ سائڈ والی کھڑکی کا شیشہ گرا دیا۔ اگلے ہی لمحے ان کی موٹر سائیکل میرے نزدیک آکر رکی۔

''جی، فرمائیں؟'' میں نے سوالیہ نظر سے ان کی طرف دیکھا۔

''دیکھیں صاحب! ہم کافی دیر سے ایک گھر تلاش کر رہے ہیں۔'' موٹر سائیکل ڈرائیو کرنے والے پولیس اہلکار نے مجھ سے کہا۔ ''کیا آپ اس سلسلے میں ہماری مدد کر سکتے ہیں؟''

مجھ سے بات کرنے والا پولیس اہلکار ایک کانسٹیبل تھا اور اس کے پیچھے بیٹھا ہوا دوسرا شخص ایک سب انسپکٹر تھا۔

میں نے معتدل انداز میں کہا۔
''آپ جس گھر کو ڈھونڈ رہے ہیں اُس کا نمبر اور وہاں رہائش پذیر صاحب خانہ کا نام بتائیں تو شاید میں آپ کے کسی کام آسکوں!''
کانسٹیبل نے ایک ایڈریس دہرانے کے بعد بتایا۔
''اس گھر میں کوئی رضوان شیخ رہتے ہیں۔''
میں فوراً سمجھ گیا کہ انہیں کس گھر کی تلاش تھی۔ رضوان شیخ میری گلی کے آخری بنگلے میں رہتے تھے۔ میں نے اپنے عقب میں اشارہ کرتے ہوئے انہیں بتایا۔
''اس روکا آخری بنگلا رضوان شیخ کا ہے۔''
کانسٹیبل نے اثبات میں گردن ہلائی اور بولا۔
''بہت شکریہ بھائی صاحب۔''
''سب خیریت تو ہے نا؟'' وہ جانے لگے تو میں نے سرسری انداز میں پوچھا۔

قصوروار

شبینہ گل

حق دار کا حق اور فطرت کے تقاضے کسی کے روکنے سے رکتے نہیں... اگر زور زبردستی یا مصلحت کے تحت نظر انداز کرنے کا عمل اختیار کر بھی لیا جائے تو نتیجہ اتنا ہی خطرناک نکلتا ہے جتنی تباہی اس گھرانے پر آئی کیونکہ... حق دار کا حق اور فطرت کا رستہ روکنے والوں کا انجام تو پھر یہی ہونا تھا جو ہوا۔

جوڑے ٹوٹنے اور بے جوڑ تعلقات جڑنے

کا تباہ کن انجام

کہتے ہیں مرد کبھی بوڑھا نہیں ہوتا تو غلط نہیں کہتے۔ اس کا دل ہمیشہ جوان رہتا ہے۔ دنیا دکھاوے کے لیے سادہ لباس پہننے کا مطلب بڑھاپا تو نہیں۔ کہتے ہیں عورت جلد بوڑھی ہو جاتی ہے۔ دنیا دکھاوے کو اچھا لباس پہن کر میک اپ کر لینے کا مطلب جوانی تو نہیں۔ اس کا دل بوڑھا ہو جاتا ہے۔ طے یہ پایا کہ عمر کا تعلق دل و دماغ سے ہے، جسم سے نہیں۔ صفدر کے بال سیاہ کم سفید زیادہ تھے اور ملبوسات کے رنگ گہرے کم، ہلکے زیادہ...... کیونکہ بقول راشدہ اب

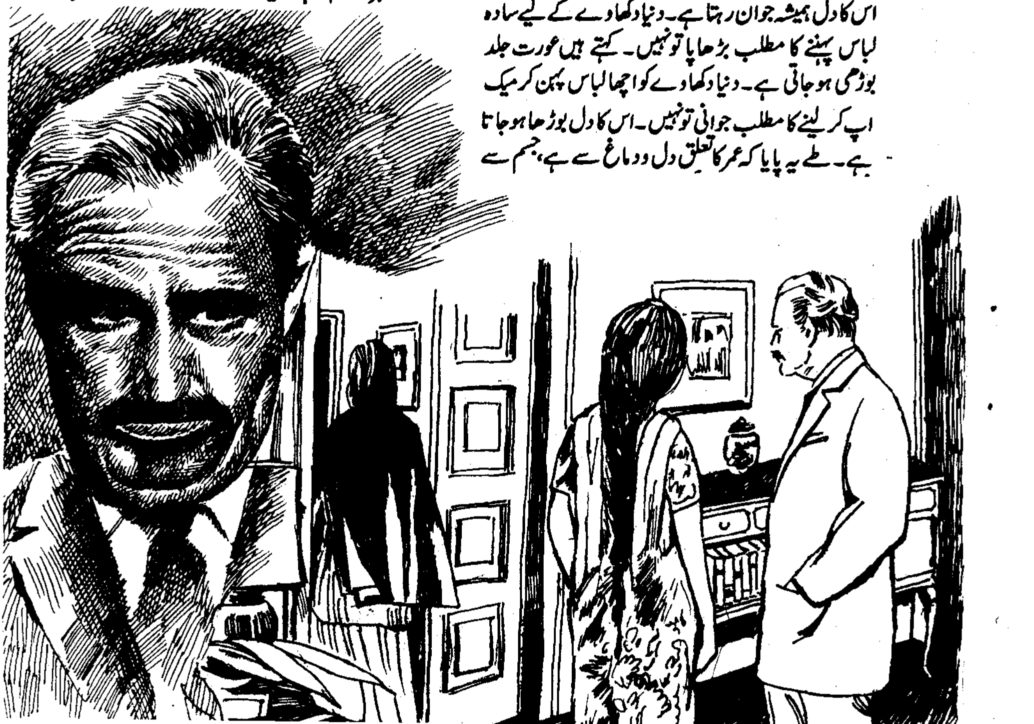

محفلِ شعروسخن

❄ جنید ملک......کراچی
کیسے ترے کہنے سے بدل جاؤں کہ اب تک
دریاؤں کی خواہش پہ سمندر نہیں بدلا

❄ چلبلی ہیر......جھنگ سٹی
سب مرحلے وفا کے جفا کے سپرد ہیں
وہ دیپ کیا جلیں جو ہوا کے سپرد ہیں
اس نے اپنی ضد نہیں چھوڑی کسی طرح
ہم کیا کریں ہم بھی انا کے سپرد ہیں

❄ غلام حسین اختر......سرگودھا
کر رہا تھا غم زندگی کا حساب
آج تم یاد بے حساب آئے

❄ ام عبداللہ......شاہ فیصل ٹاؤن، کراچی
رسم گل، گل سے نبھائی نہ جائے گی
حیاتِ گل، گل سے بتائی نہ جائے گی
دل کیا ہے؟ دل کا عالم کیا ہے
حالتِ دل، دل سے بتائی نہ جائے گی

❄ جاوید اختر رانا......حیدرآباد
نام ہونٹوں پہ تیرا آئے تو راحت سی ملے
تو تسلی ہے، دلاسہ ہے، دعا ہے، کیا ہے؟

❄ ریاض بٹ......حسن ابدال
یاد ماضی عذاب ہے یارب
چھین لے مجھ سے حافظہ میرا

❄ علی سفیان......میرپورخاص
دیکھا جو کھا کے تیر کمیں گاہ کی طرف
اپنے ہی دوستوں سے ملاقات ہوگئی

❄ نائلہ عامر......ملتان
مژدہ اے دل کہ مرے پاس وہ یار آوے گا
خاکِ پا اس کی بنوں گا وہ سوار آوے گا
دم لبوں پر ہے آ جو تجھے آنا ہے
مجھ کو کیا گرچہ پسِ ازمرگ ہزار آوے گا

❄ مہتاب احمد......حیدرآباد
جانے کی ضد ہے جاؤ اب دیر کس لیے ہے
گزرے گی جس طرح سے ہم بھی گزار لیں گے

❄ عائشہ ثانی......حیدرآباد
مدتوں بعد جو دیکھی اس نے میری خشک آنکھیں
پھر یہ کہہ کر رلا گیا کہ لگتا ہے سنبھل گئے ہو

❄ زرین خان......حیدرآباد
سکون ملتا ہے دو لفظ کاغذ پہ اتار کر
چیخ بھی لیتا ہوں آواز بھی نہیں آتی

❄ سنبل خان......کوئٹہ
ہیں دلیلیں ترے خلاف مگر
سوچتا ہوں تری حمایت میں
روح نے عشق کا فریب دیا
جسم کو جسم کی عداوت میں

خیانت

شاہ زین رضوان

مال چاہے قیمتی ہو یا بے قیمت... خیانت تو کسی طور گوارہ نہیں ہو سکتی۔ پھر اسے کیسے ہو جاتی... اگرچہ وہ بسترِ مرگ پر تھی اور سگریٹ نوشی اس کے لیے زہر تھی مگر اس کی طلب میں اس نے ایک مجرم کو بڑے انوکھے انداز میں بے نقاب کر ڈالا۔

ایک فلاحی ادارے کے اصولوں سے ٹکرانے والی مریضہ کا قصہ

باربرا بستر پر لیٹے ہوئے نیچے صحن میں لوگوں کو سگریٹ پیتے ہوئے دیکھ رہی تھی۔ تاہم اسے ان کے چہرے واضح طور پر نظر نہیں آرہے تھے کیونکہ وہاں لگی ہوئی ایل ای ڈی لائٹس کی روشنی بہت کم تھی جیسے پرانے زمانے کے لیمپ پوسٹ ہوں۔ شاید کسی خودکار نظام کے تحت یہ روشنیاں آٹھ بجے بند ہو جاتی ہوں کیونکہ نرسنگ ہوم میں سب کچھ آٹھ بجے بند ہو جاتا ہے۔ باربرا کو وقت کا اندازہ نہیں تھا۔ وہ گردن کی تکلیف کی وجہ سے سر گھما کر نائٹ

قسط نمبر:30

وقت

حسام بٹ

موت کے کنویں میں بھی وقت جس کا ہم رکاب
تھا۔ایک ایسے پرعزم بازی گر کی بازی گری
......سنسنی خیز واقعات پر مشتمل ایک
دلربا طویل داستان

وقت بادشاہ اور کائنات کی ہر شے اس کی رعایا ہے لیکن . . . اس کی نہ کوئی شکل اور نہ ہی وجود ہے۔ اس کے باوجود یہی وقت روپ بدل بدل کر سامنے آن کھڑا ہوتا ہے۔ جس کی گردش انسان کی زندگی میں بہت اہم کردار ادا کرتی ہے۔ یہ ایک ہی پل میں کسی کو بادشاہت سے نوازتا ہے اور کسی کو زمین کی خاک چاٹنے پر مجبور کردیتا ہے۔ کبھی دن اور رات میں ڈھل کر عمر رواں کا نام پاتا ہے اور موسم کی طرح گزر جاتا ہے ۔کبھی مہربان اور مخلص دوست بن جاتا ہے اور کبھی سفاک دشمن کا کردار ادا کرتا ہے۔ کبھی محبت بن کر ہونٹوں پر ہنسی بکھیرتا ہے اور کبھی درد کی صورت آنسو بن کر دلوں میں گھاؤ ڈال دیتا ہے۔ چونکہ یہ کسی کا غلام نہیں اسی لیے کسی کی پروا بھی نہیں کرتا لیکن . . . اتنا سنگدل ہے جو اس کی پروا نہیں کرتا اسے ایسی مار مارتا ہے کہ پینے کو دو بوند پانی تک نہیں ملتا اور اتنا بے ایمان بھی ہے کہ جس پر اپنی مرضی سے مہربان ہوجائے اس کے لڑکھڑاتے قدموں سے بھی قدم ملا کر عروج عطا کرتا ہے مگر شرارت سے پلٹ کر ان کی طرف بھی دیکھتا ہے جنہیں وہ بیچ بھنور میں تنہا چھوڑ آتا ہے۔ وہ بھی ایک ایسے ہی مہربان لمحے کا اسیر تھا . . . جسے یہ تک خبر نہ تھی کہ وہ کون ہے اور کس خاندان سے وابستہ ہے۔ جس کی اپنی کوئی شناخت نہ تھی اس کے باوجود اس کی داستان حیات میں چاہنے والوں کی کمی نہ تھی۔ دو مختلف معاشروں اور تہذیبوں کا حسین امتزاج . . . ایک ایسا سلسلہ جو برسوں یاد رہے گا۔

انوکھا رشتہ

کبیر عباسی

اکثر برسوں پرانے تعلقات میں وہ پائیداری نہیں ملتی جو پل بھر کی شناسائی میں مل جاتی ہے۔ ان کے درمیان بھی کچھ ایسا ہی انوکھا مگر بے نام تعلق قائم ہو چکا تھا... لیکن اس تعلق کو چاہنے کے باوجود وہ کوئی نام نہیں دے سکتے تھے کیونکہ یہ ان کے بس میں تھا ہی نہیں اور یہی دکھ انہیں اور قریب لے آیا۔ بالآخر جو دنیا کی نظروں میں ایک حقیر تنکے کے مانند بے توقیر تھے قدرت نے انہیں وہ عروج دیا کہ سب حیران رہ گئے۔

انسانیت کی حقیقت کو سمجھنے والے ایک

نوجوان کا عزم

شام کو جم سے واپسی پر، گھر سے کچھ فاصلے پر موجود، ایک جنرل اسٹور کے سامنے میں نے بائک روکی۔

''چل نیچے اتر۔'' ہیلمٹ اتار کر میں پیچھے بیٹھے ارسلان سے بولا۔

''یار! اب ادھر کیوں رک گئے ہو؟'' اس کے انداز میں جھنجلاہٹ تھی۔

''تو نیچے تو اتر، بتاتا ہوں۔'' وہ بائک سے اتر کر غصیلی نظروں سے مجھے گھورنے لگا۔ میں نے ہیلمٹ بائک پر رکھا اور اسے نظر انداز کرتے ہوئے دکان کی طرف بڑھ گیا۔ دکاندار نے مجھے دیکھتے ہی ایک گولڈ لیف کا سگریٹ اور ٹسی کا پیکٹ میری طرف بڑھایا۔

''آج کوٹا ڈبل کر دو۔'' میں نے پچاس کا نوٹ اس کی طرف بڑھاتے ہوئے مسکرا کر کہا۔ اس نے میری ڈیمانڈ پوری کی اور دوسرے گاہک کی طرف متوجہ ہو گیا۔ شام کو

حضرت ایوب انصاری رضی اللہ عنہ

رضوانہ ساجد

اسلام کا ابتدائی دور جس طرح مشکل آزمائشوں سے بھرپور تھا اسی طرح اس دور کے انسانوں کا مرتبہ بھی ان کے حوصلوں کی طرح بلند تھا... آج کے دور میں بھی ہمارے لیے صحابہ کرام کی زندگی مشعل راہ ہے۔ انہی میں حضرت ایوب انصاری کا شمار ہوتا ہے جنہوں نے آپؐ کا ساتھ مشکل ترین وقت میں بھی نہ چھوڑا۔

اللہ کے نبی کو مہمان بنانے والے ایک مہربان انسان کا قصہ

دوسرا اور آخری حصہ

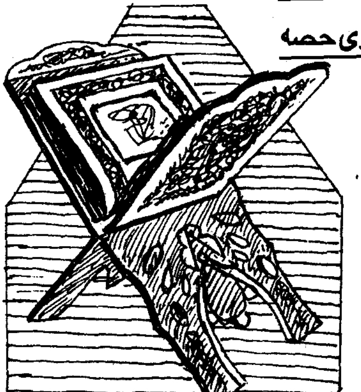

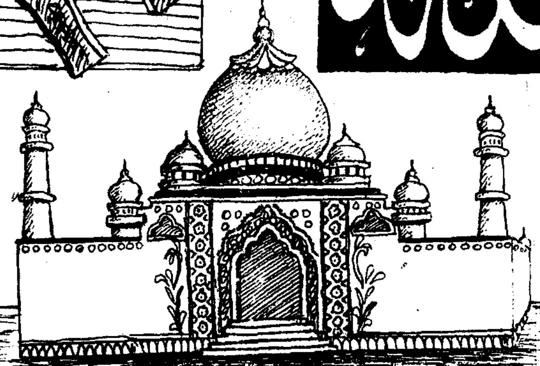

مسلمان برابر ترقی کرتے جارہے تھے۔ یہودیوں کو یہ سب کیسے برداشت ہوتا۔ ان لوگوں نے منافقوں کے ساتھ مل کر مسلمانوں کے خلاف ریشہ دوانیاں شروع کردیں۔ حضور اکرم ﷺ کو جب ان سازشوں کا علم ہوا تو آپ ﷺ نے صحابہ کرام کو ہدایت کی کہ ہتھیار باندھ کر سویا کریں اور کچھ لوگ رات کو جاگ کر پہرا دیا کریں تاکہ کسی خطرے کے وقت دوسروں کو خبردار کرسکیں۔ حضرت ابوایوبؓ نے خانۂ رسول ﷺ کی نگہبانی کا فریضہ سنبھالا۔ حضور اکرمؐ ان کی اس جاںنثاری سے ایسے خوش ہوئے کہ

ہم سفر

اعتزاز سلیم وصلی

والدین اور اولاد کے درمیان ایک مضبوط احساس، ایک ان دیکھی کشش اللہ نے رکھی ہے اور دنیا کے ہر معاشرے ہر ماحول میں بسنے والوں کو اس کا ادراک بھی دیا ہے...... وہ بھی مغربی دنیا کے باسی رہے مگر انہیں بھی ممتا سے محرومی کا احساس لہو رلاتا رہا۔ جس کا انتقام وہ پورے معاشرے سے انتقام لے رہا تھا۔

بے سمت مسافر کے سفر اور ہم سفر کے درمیان ایک انوکھی جنگ

بلانگلو، نیو ساؤتھ ویلز کے قصبے بریما سے صرف پندرہ کلومیٹر کے فاصلے پر پائن کے درختوں پر مشتمل ایک خوبصورت جنگل ہے۔ کمر پر بیگ لٹکائے، وہ دونوں بھی اس جنگل کی خوبصورتی دیکھ کر حیران ہو رہے تھے۔ ”برلن میں اتنی خوبصورتی کبھی دکھائی نہیں دی۔“ بالر نے سیلفی بناتے ہوئے منہ بنایا۔

”تمہیں تو ہر جگہ اپنے ملک سے زیادہ خوبصورت لگتی ہے۔“ پال اس کی اس عادت سے بے زار تھا۔ وہ دونوں کئی

پسِ پردہ

طاہر جاوید مغل

مختلف مزاج اور الگ الگ خاندانوں کا ملاپ اکثر و بیشتر مشکل ہو جاتا ہے چہ جائیکہ دو مختلف معاشروں میں رہنے والے لوگوں کا سنگم... جن میں زبان و بیان، رہن سہن اور مذہب جیسا فرق... جسے قبول کرنے کے لیے انسان کو دل بہت بڑا کرنا پڑتا ہے اور جناب دل کی بھی خوب رہی جب کسی پر آجائے تو سماج کی کوئی بھی دیوار ہو ثابت قدمی سے ڈٹ جانے والوں کے آگے ریت کی بھربھری دیوار بن کر گر بھی جاتی ہے مگر... یہاں مغربی ماحول میں گلابی جاڑوں کی طرح گلابی اردو بولنے والی اس دوشیزہ نے ایک پاکستانی نوجوان کو اس طرح فرینکفرٹ کی فضائوں کا اسیر کر ڈالا کہ پھر دنیا کے کسی گوشے میں اسے سکون نہ ملا... سکون ملتا بھی تو کیسے کہ وہ تو اپنوں کے پیار بھرے انتقام میں ایسے گھرا ہوا تھا کہ اسے ذرا بھی کسی کی نیت پر شک نہ ہوا... لیکن محبت ہو یا نفرت لاکھ چھپائے نہیں چھپتی، پھر ان نفرتوں اور محبتوں کی حقیقت کیسے چھپی رہ سکتی تھی۔ لہٰذا پس پردہ ہونے والی سازشوں کا بالآخر ایک دن پردہ چاک ہوا اور چاہت کے مدھر جذبوں نے خود کو منوا لیا۔

انجانی نفرتوں میں پناہ تلاش کرنے والے اس جوڑے کی کتھا جو...... اپنوں کے اصل روپ سے بے خبر تھا

دوسرا حصہ